Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۴۱/۷۶ | جمعرات ۲۶ محرم الحرام ۱۴۱۲ھ، ۸ ظہور ۱۳۷۰ ہش، ۸ اگست ۱۹۹۱ء | نمبر ۱۷۶

ایک غلامی قبول کر کے ہزاروں غلامیوں سے نجات

"حقیقی آزادی وقف میں ہے جو خالصۃً خدا کی خاطر ہوا کرتا ہے۔ اور جو خدا کا غلام ہو جائے وہ ہر غیر اللہ کی غلامی سے نجات پا جاتا ہے۔ اور یہ وہ تجربہ ہے جو حقیقی واقفین کو ہمیشہ ہوتا رہتا ہے اور جو وقف کی رُوح کو سمجھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ انہوں نے ایک اللہ کی غلامی قبول کر کے ہزار غلامیوں سے نجات پالی ہے۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"درحقیقت اس دن میں بڑا سِرّ یہ تھا کہ حضرت ابراہیمؑ نے جس قربانی کا بیج بویا تھا اور مخفی طور پر بویا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے لہلہاتے کھیت دکھائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے میں خدا تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں دریغ نہ کیا۔ اس میں مخفی طور پر یہی اشارہ تھا کہ انسان ہمہ تن خدا کا ہو جائے اور خدا کے حکم کے سامنے اُس کی اپنی جان، اپنی اولاد، اپنے اقربا و اعزّا کا خون بھی خفیف نظر آوے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو ہر ایک پاک ہدایت کا کامل نمونہ تھے، کیسی قربانی ہوئی۔ خونوں سے جنگل بھر گئے۔ گویا خون کی ندیاں بہہ نکلیں۔ باپوں نے اپنے بچوں کو، بیٹوں نے اپنے باپوں کو قتل کیا۔ اور وہ خوش ہوتے تھے کہ اسلام اور خدا کی راہ میں قیمہ قیمہ اور ٹکڑے ٹکڑے بھی کئے جاویں تو اُن کی راحت ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۲۷)

خدا تعالیٰ کے غضب کی آگ سے بچنے کے لئے
اعتصام باللہ اور تقویٰ اللہ کو اختیار کرو

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے

"آگ خواہ کسی قسم کی ہو وہ نیک بندوں کو بظاہر جلانے کے لئے ناسمجھ، جاہل اور خدا سے دُور لوگوں کی طرف سے جلائی گئی ہو۔ لیکن جو محبت کا نور بن گئی یا وہ اللہ تعالیٰ کے غضب اور اس کے قہر کی آگ ہو۔ ہر دو صورتوں میں اس سے بچنے کا طریق اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں (۱) اعتصام باللہ اور (۲) تقویٰ اللہ بتایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تم اللہ تعالیٰ کی حفاظت کو حاصل کرو تو اس آگ سے بچ جاؤ گے۔ خواہ وہ خدا کے غضب کی آگ ہو یا (ایمان والوں) کا امتحان لینے کے لئے آگ جلائی گئی ہو۔ ہر دو صورتوں میں یہ خدا تعالیٰ کی پناہ ہی ہے جو اس آگ کی تپش اور اس سے جھلس جانے سے محفوظ رکھ سکتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے زورِ بازو سے اس آگ سے محفوظ نہیں رہے تھے۔ جو ان کو جلانے کے لئے بھڑکائی گئی تھی اور نہ ہی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ اپنی ذاتی قوت اور طاقت یا اپنی دولت اور اقتدار کے نتیجہ میں کفار کی بھڑکائی ہوئی آگ سے محفوظ رہے تھے یہ تو خدائے ذوالعرش کا فضل تھا جس نے یہ اعلان فرمایا تھا کہ شعلہ کے باپ کے دونوں ہاتھ ہی شل ہو گئے ہیں اور وہ خود بھی شل ہو کر رہ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر دو موقعوں پر فرشتوں کو بھیجا۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کے لئے وہ آگ ٹھنڈک اور سلامتی کا باعث اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کامیابی اور ترقی کا ذریعہ بن گئی پھر اس نبی کی قوم نے (یونسؑ کی قوم) جو ساری کی ساری خدا کے غضب سے محفوظ ہو گئی تھی۔ اس نے (تمثیلی زبان میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ) اپنے آنسوؤں سے خدا کے پاؤں کو دھویا تھا۔ تب اللہ تعالیٰ نے ان کو قہری عذاب سے بچایا تھا۔

پس ان آیات میں ایک چیز جو نمایاں ہو کر ہمارے سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ جب بھی تم اپنے آپ کو یا کسی اور کو آگ کے کنارہ پر کھڑا دیکھو گے تو اس آگ سے بچاؤ کا ایک ہی طریق ہے جو تمہیں اپنی تاریخ میں بھی اور انسانی زندگی میں بھی نظر آئے گا۔ اور وہ ہے اعتصام باللہ اور تقویٰ اللہ اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ انسان چمٹ جائے اور اس کی پناہ میں آجائے اور وہ انسان کا ذمہ لے لے تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کسی کو کیسے نقصان پہنچا سکتی ہے۔ اگر انسان خدا کو اپنی ڈھال بنالے تو دشمن کے تیر اس تک کیسے پہنچ سکتے ہیں۔ کیا خدا تعالیٰ کی ڈھال کو چھیدنے والا کوئی تیر اس دنیا میں پایا جاتا ہے نہیں ہرگز نہیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹ ستمبر ۱۹۷۲ء)

سانحہ ارتحال

○ مکرم میر غلام احمد صاحب نسیم استاد جامعہ احمدیہ ربوہ کی والدہ محترمہ شاہ بیگم صاحبہ زوجہ مکرم صلاح محمد صاحب آف دھوڑیاں علاقہ پونچھ، کشمیر حال ربوہ مورخہ ۳۱ جولائی صبح سات بجے وفات پا گئیں۔ اسی روز بعد نماز مغرب بیت المبارک میں مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے نماز جنازہ پڑھائی اور بعد از تدفین بہشتی مقبرہ میں دعا بھی کروائی۔ موصوفہ کی عمر قریباً ۱۰۴ سال تھی اور علاقہ پونچھ کے ابتدائی احمدیوں میں سے تھیں۔ پسماندگان میں پانچ بیٹے اور چار بیٹیوں کے علاوہ اگلی تین پشتوں کے ۲۱۲ نونہال یادگار چھوڑے ہیں۔

○ مکرم شیخ نذیر احمد صاحب دارالرحمت وسطی ربوہ جو مکرم شیخ مبارک احمد صاحب نائب وکیل المال اوّل کے والد تھے۔ مورخہ ۱۹ جولائی کو صبح چار بجے وفات پا گئے۔ نماز جنازہ اسی دن بعد نماز عصر بیت المبارک میں مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور نے پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد دعا بھی آپ نے ہی کروائی۔ موصوف کے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ چار بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہے۔

احباب ان کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ

قیمت
قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۸ر ظہور ۱۳۷۰ ہش ـــ ۸ر اگست ۱۹۹۱ء

یوم الحساب

مشہور بات ہے کہ کسی شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ قیامت کب ہوگی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ بات اہم نہیں کہ قیامت کب ہوگی بلکہ یہ بات اہم ہے کہ ہم نے اس کے لئے تیاری کیا کی ہے۔ اور قیامت کے لئے تیاری یہ ہے کہ ہم ہر بات کرتے وقت اور ہر کام کرتے وقت یہ سوچیں کہ یہ بات اور یہ کام کیسے ہیں کیا قیامت کے روز ہمیں سرخروئی ہوگی یا یہ بات اور یہ کام ہماری ذلت کا باعث ہونگے۔ یہی وہ سوچ ہے جو ہماری ہر بات اور ہمارے ہر فعل کو صحیح خطوط پر رکھ سکتی ہے۔ اور یہی وہ معیار ہے جو ہماری زندگی کو درکار ہے اور جس سے ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آسکتے ہیں۔

حضرت امام جماعت الاوّل۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے فرماتے ہیں:۔

"اگر قیامت کا یقین پیدا ہو تو انسان کیوں گناہ اور لوگوں کی حق تلفیاں اور اکل مال بالباطل کرے۔ ایسے بُرے بُرے کام کرکے وہ زبانِ حال سے جتاتا ہے کہ اسے یوم الحساب کا یقین نہیں اگر یقین ہو تو اس کے متعلق تیاری بھی کرے۔"

اس کی ایک دلیل بیان کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

"انسان کچھ نہ تھا ہم نے اسے اپنی صفتِ ربوبیت کے ماتحت بتدریج اس حالت میں پہنچایا جو پورا ثبوت ہے اس بات کا کہ ہم اسے پھر اٹھائیں گے اور حسبِ اعمال جنت یا دوزخ میں پہنچائیں گے.... متقیوں کو بچائیں گے اور ظالموں کو دوزخ میں بھجوائیں گے۔"

ضرورت اس بات کی ہے کہ قیامت پر ایمان پختہ کیا جائے اور اسے یقین کی حد تک پہنچایا جائے اور قیامت کو اس کے صحیح روپ میں دیکھا جائے کہ اس روز انسان کے اعمال کا محاسبہ کیا جائے گا۔ اچھے اعمال بھی سامنے لائے جائیں گے اور بُرے اعمال بھی۔ اور ان اعمال کے مطابق اس پر فیصلہ صادر ہوگا۔ اگر انسان کو اس بات کا یقین ہو کہ اس کے اعمال کا محاسبہ ہوگا اور صرف محاسبہ نہیں ہوگا بلکہ اس کے مطابق جزا سزا بھی ملے گی تو وہ یقیناً اپنے اعمال میں درستی کا عنصر پیدا کرے گا۔

قیامت ایک نظریہ نہیں۔ ایک حقیقت ہے اور ہم سب کا اس سے تعلق ہے۔ اور تعلق بھی ابدی حیات کے سلسلہ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کے ادراک کی توفیق دے اور اس پر یقین بخشے۔

تم مجھ سے پوچھتے ہو مَیں کون اور کیا ہوں
ہوں تو غریب سا پر اک بندۂ خدا ہوں
اب تم بتاؤ کیا ہے معیارِ آدمیت
معیار سے تمہارے کیا مَیں گرا ہوا ہوں

ابوالاقبال

آرزو بے نطق حسرت بے زباں رہ جائے گی
اِک کہانی گو مگو کے درمیاں رہ جائے گی

عشق کی ہستی ہے محکم، زندگی ناپائیدار!
زندگی بے عشق خوابِ رائیگاں رہ جائے گی

کچھ تو بولو تم بھی اظہارِ صداقت کے لئے
تم نہ بولو گے تو دُنیا بدگماں رہ جائے گی

تم نہ پھونکو گے اگر اپنا نشیمن بہرِ دوست
دوستی وابستۂ سود و زیاں رہ جائے گی

ہم نفس! اللہ سے بال و پرِ جبریل مانگ
ورنہ پرواز اپنی زیرِ آسماں رہ جائے گی

کیا خبر ہے کاروانِ زندگی جائے کہاں؟
کیا خبر ہے منزلِ ہستی کہاں رہ جائے گی؟

رکھیئے اُن کے سامنے ساری متاعِ زندگی
ورنہ سعیٔ عمر اپنی رائیگاں رہ جائے گی

دشمنوں کی دشمنی ہمدم! بڑی دلچسپ ہے
بے عدو بے لُطف بزمِ دوستاں رہ جائے گی

کچھ نہیں ہے بے سرورِ عشق مفہومِ حیات
بے سرورِ عشق ہستی چیستاں رہ جائے گی

سعید احمد اعجاز

وفات یافتہ بزرگوں کو تحریک جدید میں شامل کریں

اگر آپ اپنے وفات یافتہ بزرگوں کے احسانات کا بدلہ چکانا چاہتے ہیں اور ثواب دارین حاصل کرنے کے متمنی ہیں تو اپنے وفات یافتہ بزرگوں کی طرف سے بھی چندہ تحریک جدید ادا کرنے کا اہتمام فرما کر اس صدقہ جاریہ میں ان کو شریک کریں یہ آپ کی احسان شناسی ہوگی۔

اس میں ہر دفتر کے بزرگوں کو شامل کیا جاسکتا ہے صرف دفتر اوّل کی تخصیص پر حصر نہ کیا جائے۔ ہمارے سامنے سیدنا حضرت فضلِ عمر کا نمونہ موجود ہے۔ حضور کے چندے میں سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل کئے جاتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات —— نون سین

جولان کی پہاڑیاں

ایک طرف تو یہ کوشش کی جارہی ہے کہ مشرق وسطیٰ میں حصول امن کے لئے اسرائیل مقبوضہ علاقوں پر بستیاں بسانے سے باز آجائے اور دوسری طرف اسرائیل بار بار یہ اعلان کر رہا ہے کہ وہ امن کے بدلے امن کا خواہاں تو ہو سکتا ہے لیکن امن کے بدلے مقبوضہ علاقے واپس نہیں کر سکتا۔ مغربی کنارے اور غزہ پٹی پر تو تعمیر جاری ہی تھی۔ اب پتہ چلا ہے کہ جولان پہاڑیوں پر (یہ وہ علاقہ ہے جو سنہ ۱۹۶۷ء میں اسرائیل نے شام سے چھینا تھا اور سنہ ۱۹۸۱ء میں اپنے ملک میں ضم کر لیا تھا) اب مکان تعمیر کئے جارہے ہیں کہتے ہیں کہ یہ سکیم تو آج سے ایک سال پہلے منظور ہو چکی تھی۔ لیکن بیوروکریسی کی وجہ سے اس پر عمل درآمد نہیں کیا جا سکا۔ چنانچہ اب تیزی کے ساتھ اس پر عمل کیا جائے گا۔ اس وقت ۳۲۰۰ مکانات جولان پہاڑیوں پر بنائے جارہے ہیں اور ان میں ۳۸۰ کا جلد ہی اضافہ کیا جائے گا۔ اسرائیل کے وزراء بار بار یہ اعلان کر رہے ہیں کہ کسی مقبوضہ علاقے کا کوئی حصہ بھی واپس نہیں کیا جائے گا۔ جولان پہاڑیوں کے متعلق وہ کہتے ہیں کہ ان کی واپسی ایک عارضی امن تو ہو سکتا ہے لیکن پورا امن نہیں کیونکہ چند ہی سالوں میں شام اس قابل ہو جائے گا کہ وہ اسرائیل پر حملہ کر دے گویا جس امن کی تلاش کی جارہی تھی وہ امن کسی کو حاصل نہیں ہو سکے گا۔ مشرق وسطیٰ میں قیام امن کے لئے جو کانفرنس بلائی جارہی ہے اس میں فلسطین اور اردن کا اس بات پر اتفاق ہو گیا ہے کہ کون اور کتنے نمائندے حصہ لیں گے۔ اگرچہ یہ بات اتنی واضح نہیں ہے کہ کانفرنس کے شرکاء کو یقین ہو جائے کہ اب تنظیم آزادی فلسطین کی نمائندگی یقینی ہو گئی ہے۔ مصر عنقریب اسرائیل کے ساتھ اس معاملے پر گفت و شنید کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

تھوڑی سی حشیش

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس چیز کی زیادہ مقدار نقصان دہ ہے اس کی تھوڑی مقدار بھی استعمال نہیں کرنی چاہیئے اس بات کی سچائی کے لئے ہالینڈ نے ایک بہت واضح نمونہ پیش کیا ہے ہیگ کے مائیکل سکبرس SEQBERS لکھتے ہیں کہ پولیس اور سیاست دان متواتر ہالینڈ میں اس بات پر پریشانی کا اظہار کر رہے ہیں کہ کافی فروخت کرنے والی دکانوں میں جہاں حشیش کی فروخت کو سرکاری طور پر برداشت کیا جاتا ہے کیسے کیسے نظارے نظر آنے لگے ہیں۔ ماہرین متنبہ کر رہے ہیں کہ نرم نشہ (SOFT DRUG) کی تجارت کو آہستہ آہستہ لیکن یقینی طور پر جرائم کرنے والوں کے منظم گروہ اپنے ہاتھ میں لے رہے ہیں اور ان کے ساتھ پولیس کے کچھ لوگ بھی شامل ہو جاتے ہیں اور اب یہ بات دیکھنے میں آئی ہے کہ مختلف گروہ ایک دوسرے سے لڑائی جھگڑا بھی کرتے ہیں ایمسٹرڈیم میں کافی کی ۳۰۰ دکانیں ہیں جہاں نرم نشے فروخت ہوتے ہیں۔ سرکاری طور پر انہیں صرف ۳۰ گرام حشیش رکھنے کی اجازت ہے اور اس بات کی ممانعت ہے کہ وہ غیر بالغ لوگوں کے ہاتھوں حشیش فروخت کریں اور حشیش کی فروخت کے لئے وہ اشتہار بھی نہیں دے سکتے۔ لیکن ان میں سے ہر دکان کی سالانہ آمدنی ایک لاکھ بیس ہزار ڈالر ہے۔ اور اس میں کافی کی فروخت سے جو آمد ہوتی ہے۔ وہ شامل نہیں ہے۔ ایمسٹرڈیم کی سب سے بڑی کافی کی دکان میں جس کا نام DULL DOG ہے ایک نوجوان کو اس لئے مارا پیٹا گیا کہ اس نے غسلخانے جانے کی فیس جو بہر حال خاصی کم ہے ادا کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ ڈل ڈاگ اور ایسی ہی دوسری دکانوں نے اپنے لئے جو اصول بنائے ہوئے ہیں ان میں یہ باتیں شامل ہیں کہ منشیات وہاں نہیں رکھی جائیں گی۔ کوئی چوری کی ہوئی چیز وہاں نہیں رکھی جائے گی۔ اور حشیش کے ۵ گرام کی قیمت ۱۶ ڈالر ہو گی۔ لیکن پولیس کے منشیات سے متعلق افسران نے یہ محسوس کرنا شروع کیا ہے کہ نرم نشے کی دکانوں پر اب جرائم پیشہ لوگوں کا قبضہ ہوتا جارہا ہے۔ کہتے ہیں کہ ان لوگوں کو ایک یہ آسانی بھی میسر ہے کہ وہاں روپیہ کو سیاہ سے سفید کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ پولیس کو اس بات کی بھی پریشانی ہے کہ بے ضابطہ کارروائیاں ہوتی ہیں۔ ہیگ میں جو منشیات کے سکواڈ کے انچارج ہیں۔ انہوں نے حال ہی میں ڈچ نیوز میگزین ELSEVIRER کو بتایا۔ سوائے اس کے کہ کوئی سخت کارروائی کی جائے ہماری جمہوریت ٹوٹ پھوٹ کر رہ جائے گی۔ لوگوں کے پاس اتنا روپیہ آگیا ہے کہ سرکاری افسروں کو خریدنا کوئی مشکل بات نہیں۔ اور ان سرکاری افسروں میں پولیس بھی شامل ہے۔ اب ان دکانوں پر قتل و غارت بھی شروع ہو گئے ہیں ایک شخص جسے ایک دکان پر قتل کیا گیا اس کے حساب میں دس کروڑ ڈالر تھے اور کہا جاتا تھا کہ اس کی تنظیم ایک ارب ڈالر ہر سال کماتی ہے جس شخص نے اسے قتل کیا اس کے اپنے مسلح حفاظتی دستے تھے۔ اور وہ ایمسٹرڈیم کے ایک نہایت عالی شان علاقے میں قیام پذیر تھا۔ اسی طرح ایک اور کافی شاپ کا مالک بھی اپنی دکان میں مردہ پایا گیا۔ کہتے ہیں کہ اس کے جسم کو گولیوں سے چھلنی کیا ہوا تھا۔ پولیس کا خیال ہے کہ یہ سب کچھ حشیش کی تجارت کا نتیجہ ہے دیکھا آپ نے اگرچہ تھوڑی سی حشیش رکھنے کی اجازت ہے لیکن چونکہ زیادہ حشیش نقصان دہ ہے اس لئے تھوڑی سی حشیش بھی یقیناً نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔

سندھ کے ڈاکو

سندھ کے بدنام ڈاکو محب شیدی کی کراچی میں مبینہ آمد اور مصروفیات کا انکشاف ہوا ہے۔ باوثوق ذرائع کی اطلاعات کے مطابق سندھ کے بدنام ڈاکو محب شیدی نے گذشتہ ہفتہ فریضہ حج کی سعادت حاصل کرنے کے بعد وطن واپسی کے موقع پر اندرون سندھ جاتے ہوئے کراچی میں نہ صرف قیام کیا بلکہ اس کے اعزاز میں مختصر نوٹس پر کراچی کے مختلف علاقوں میں واقع بااثر افراد کی رہائشگاہوں پر استقبالیہ تقریبات منعقد ہوئیں۔ جن میں محب شیدی کو متعدد افراد نے فریضہ حج کی سعادت حاصل کرنے پر مبارکباد دی اور روایتی انداز سے کئی لاکھ مالیت کے نوٹوں کے ہار بھی محب شیدی کو پہنائے۔ معلوم ہوا ہے کہ کراچی میں قیام کے دوران ایک اہم شخصیت کی نیلے رنگ کی پجارو گاڑی محب شیدی کی آمد و رفت میں استعمال کی گئی۔ جبکہ کراچی میں اپنے مختصر قیام کے دوران اندرون سندھ زیر تکمیل متعدد تعمیراتی منصوبوں کے ٹھیکیداروں کو بھی محب شیدی نے شرف ملاقات بخشا۔ اس موقع پر مذکورہ ٹھیکیداروں کی جانب سے مبینہ طور پر ایک کروڑ روپے بطور نذرانہ پیش کئے گئے۔ معلوم ہوا ہے کہ محب شیدی کی جانب سے نذرانہ پیش کرنے والے ٹھیکیداروں کو یقین دہانی کرائی گئی کہ اندرون سندھ زیر تکمیل منصوبوں پر جاری کام میں نہ کوئی رکاوٹ آنے دی جائے گی اور نہ ہی انکے کسی آدمی کو اغوا کیا جائے گا۔ علاوہ ازیں مذکورہ ٹھیکیداروں کو بھرپور تحفظ فراہم کیا جائے گا۔ ذرائع نے یہ بھی انکشاف کیا ہے کہ ڈاکو محب شیدی نے کراچی میں اپنے مختصر قیام کے دوران کراچی کی بعض پولیس لائنوں کا دورہ کر کے وہاں مقیم اپنے حامیوں سے ملاقاتیں بھی کیں۔ بعد ازاں محب شیدی اندرون سندھ روانہ ہو گیا۔ معلوم ہوا ہے کہ خفیہ اداروں کو محب شیدی کی اندرون سندھ روانگی کے بعد کراچی میں آمد اور مصروفیات کی اطلاع موصول ہوئی۔

روزنامہ نوائے وقت لاہور
۱۰ جولائی ۱۹۹۱ء صفحہ اول و ۷)

میاں محمد ابراہیم

حکمت و دانائی کی باتیں

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ہم غور و فکر کی عادت ڈالیں اور دیکھیں کہ اس نے اپنے فضل سے انسان کی ہدایت اور اس کے ایمان کو تازہ کرنے کا کس قدر وسیع انتظام کر رکھا ہے۔ میں اس حقیقت کا ثبوت صرف آج کے اخبارات میں چھپنے والی خبروں سے پیش کرنے کی جسارت کرتا ہوں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب چھینک آئے تو چھینکنے والا "تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں" کہے اور دیکھنے والا (اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے) کہے۔ بظاہر اس میں کوئی حکمت معلوم نہیں ہوتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ سائنسی لحاظ سے اس پر غور کریں تو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں اس قانون حیات کی طرف راہنمائی ہوتی ہے کہ چھینک آنے سے دماغ کی رگ کے پھٹ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے اور جب ایک آدمی چھینک لیتا ہے اور اس کا سانس واپس آجاتا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کے خاص احسان اور فضل سے ہی ممکن ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق شکرانہ کے طور پر ایسا کرنے کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے۔ میرے اس بیان کی تصدیق میانوالی

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لجنہ کالم

سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالےٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) نے ۱۲ اپریل ۱۹۲۶ء کو بمقام سیالکوٹ مستورات کے سامنے پنجابی زبان میں تقریر فرمائی تھی۔ جسکے بعض اقتباسات اُردو زبان میں پیش کئے جاتے ہیں (اُردو زبان میں اس تقریر کو اس وقت کے مدیر الفضل نے منتقل کیا تھا)

" ان چند دنوں میں مجھے عورتوں کی طرف سے بہت سے رقعے ملے ہیں۔ جن میں وہ لکھتی ہیں کہ ہمیں بھی کچھ سنایا جائے۔ اگرچہ یہ جوش قابلِ تعریف ہے۔ لیکن خالی جوش اس وقت تک کام نہیں دیتا جب تک انسان جو کہے اس پر عمل نہ کرے۔ دیکھو اگر ایک شخص بھوکا ہو اور بھوک سے اسکی جان نکل رہی ہو اس کو کہو کہ کھانا کھالو کھانا کھالو لیکن کھانا دیا نہ جائے تو اس سے اس کا پیٹ نہیں بھر جائیگا۔ اسی طرح وہ عورتیں جو دین کی باتیں سنتی ہیں ان پر عمل نہیں کرتیں ان کو بھی کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ بلکہ ان عورتوں کی نسبت جنکو دین کی باتیں سننے کا موقعہ نہیں ملتا ان کے لئے زیادہ خوف اور ڈر کا مقام ہے۔ کیونکہ جو نہیں سنتیں وہ معذور سمجھی جاسکتی ہیں۔ لیکن جو سنتی ہیں۔ اور پھر ان پر عمل نہیں کرتیں وہ زیادہ مجرم اور گنہگار ہیں عام طور پر عورتیں وعظ کو ایک تماشہ سمجھتی ہیں۔ جسطرح بچے کوئی تماشہ دیکھتے ہیں اور پھر تھوڑی مدت کے بعد اسے بھلا دیتے ہیں اسی طرح عورتیں کرتی ہیں۔ مردوں میں تو ایک جماعت ایسی ہے کہ وہ وعظ و نصیحت کی باتیں سنکر ان پر عمل کرتے اور ترقی کرتے جاتے ہیں۔ لیکن عورتیں عام طور پر کچھ فائدہ نہیں اٹھاتیں یہی وجہ ہے کہ وہ نہ اخلاق میں، نہ دین میں، نہ تمدن میں، نہ معاشرت میں ترقی کرتی ہیں اور نہ ان کو کوئی فائدہ پہنچتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ مردوں کی نسبت عورتوں کو کم وعظ و نصیحت کی باتیں سننے کا موقعہ ملتا ہے۔ تاہم کچھ نہ کچھ تو وہ بھی سنتی ہیں۔ اسلئے ان کا یہ کہنا کہ مردوں جتنا ان کو نہیں سنایا جاتا اسوقت درست ہو سکتا ہے اور یہ کہنے کا انہیں اسوقت حق پہنچتا ہے جب کہ جس قدر انہیں سنایا جاتا ہے اسکو یاد رکھیں اور اس پر عمل کریں۔ ایک طالب علم اگر اپنا پہلا سبق یاد کرکے سنا دے تو پھر اسکو یہ کہنے کا حق ہوتا ہے کہ اور سبق پڑھاؤ۔ لیکن اگر وہ پہلا ہی سبق یاد نہیں کرتا تو اسے اور نہ پڑھانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح عورتوں کو جسقدر سنایا جاتا ہے اس کو اگر وہ یاد رکھیں اور اس پر عمل کریں تو ان کا حق ہے کہ اور سننے کا مطالبہ کریں۔ ورنہ نہیں پس تم بجائے اسکے کہ یہ کہو کہ ہمیں مردوں کی طرح لیکچر سنائے جائیں جو کچھ سنایا جا چکا ہو اس پر عمل کرکے دکھاؤ ورنہ اگر تم اس پر عمل نہ کرو اور اور سننے کا مطالبہ کرو تو جو کچھ تمہیں سنایا جائیگا وہ مجبوری سے سنایا جائیگا۔ اور اس کا کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ کیونکہ جو ایک بات کو ہی یاد نہیں رکھتا وہ دوسری کو کس طرح یاد رکھے گا۔ جو ایک روٹی ہضم نہیں کر سکتا وہ دو کسطرح ہضم کرے گا۔ پس اگر تم نے ان پہلی باتوں پر عمل نہیں کیا جو تمہیں سنائی جا چکی ہیں تو کیا امید ہو سکتی ہے کہ اور سنانے سے کچھ فائدہ اٹھایا جائیگا۔ پس میں پہلے تمہیں یہ نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ کسی وعظ کی مجلس میں تماشہ کے طور پر شامل ہونا اور وہ باتیں جو اس میں سنائی جائیں ان کو گھر جاکر بھلا دینا گناہ ہے اور اس کا کچھ فائدہ نہیں ہے۔ وعظ سنانے کی غرض یہی ہوتی ہے کہ اسکو یاد رکھا جائے اور اس پر عمل کیا جائے عام طور پر یہی دیکھا گیا ہے کہ عورتوں کو وعظ میں بھی خیال ہوتا ہے کہ ان کے متعلق اس میں کیا کہا گیا ہے۔ جلسہ پر جو عورتیں جاتی ہیں وہ یہی کہتی ہیں کہ فلاں مولوی صاحب کا وعظ بہت اچھا تھا۔ اور فلاں کا اچھا نہیں تھا۔ جب دریافت کیا جائے تو معلوم ہوا کہ جس وعظ میں ان کی تعریف کی گئی اُسکو تو اچھا کہتی ہیں اور جس میں ان کے نقص بیان کئے گئے اور اُن کو اصلاح کرنے کے لئے کہا گیا اسکو ناپسند کرتی ہیں حافظ روشن علی صاحب جو بڑے اچھے واعظ ہیں ان کے متعلق کہا گیا کہ ان کا وعظ اچھا نہیں تھا۔ جب دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ انہوں نے عورتوں کو نصیحتیں کی تھیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں اسی وعظ کو پسند کرتی ہیں جس میں ان کو اچھا کہا جائے ان کی تعریف کی جائے اور اگر ان کو نصیحت کی جائے تو اسکو پسند نہیں کرتیں۔ حالانکہ کسی کے اچھا کہہ دینے سے وہ اچھی نہیں ہوجاتیں جب تک خود اچھی نہ بنیں۔ اور کسی کے برا کہہ دینے سے بری نہیں ہو جاتیں۔ اگر ان کو اچھا کہا جاتا ہے اور وہ واقعہ میں اچھی ہیں تو یہ خوشی کی بات ہے۔ اور اگر ان کی کوئی برائی بیان کی جاتی ہے اور وہ برائی ان میں پائی جاتی ہے تو انہیں اس کی

باقی صفحہ ۸ پر

ناروے کی ایک خاتون کی ایک نظم

ناروے کی ایک خاتون نے حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بارے میں ایک نظم لکھی ہے جس کا اردو ترجمہ اور نارویجئین زبان میں متن پیشِ خدمت ہے۔

TIL MIRZA GHULAM AHMED

Et blikk på ditt Hellige ansikt
fyller min Sjel med Fred
og ved Din Hånd vil jeg sverge
en Evig og binnende Ed
som låser de Jordiske linker
og legger hver Byrde ned.

"

Din ære,
vil jeg holde høyt i hevd,
og holde frem som et eksempel
for alle det liv du har levd.
og fylt av det lys som du gav oss
oppfylle hva Allah har krevd.

"

Det Guds ord du gir er som sverdet,
med det blir hver fiende slått.
De bringes til taushet og bøyes
av visdommen som du har fått.
som opplyst av himmelske stråler
er veien som du har gått.

"

Et evig og blomstrende rike
er grunnlagt ved Allahs hånd
og ånden skal knytte oss sammen
med kjærlighets styrke bånd.
Å Hellige ahmed, jeg byr deg
min troskaps ed og min hånd.

Aisha
Evelyn bjorbekk
Norway.

جب میری نظر آپ کے مقدس اور پاکیزہ چہرہ پر پڑی تو میری روح کو کامل سکینت مل گئی۔ میں آپ کے ہاتھ پر یہ پختہ عہد باندھتی ہوں کہ میں مرتے دم تک آپ کا ایسا ساتھ دونگی جو زمینی زنجیروں کو توڑ دے گا۔ اور ہر بوجھ کو ہلکا کر دے گا۔

اے عزت مآب!
میں آپ کے مشن کو ہمیشہ سربلند رکھوں گی اور تیری پاک سیرت کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ایک مثال قائم کرونگی اور وہ نور جو مجھے آپ کے ذریعہ سے عطا ہوا ہے اس کی رہنمائی میں خدا تعالےٰ جس قربانی کا مجھ سے مطالبہ کرے گا اسے پورا کرنے کی کوشش کروں گی۔

...... اس کی روح ہمیں ہمیشہ ایک مضبوط بندھن میں جکڑ دیگی۔ اور ہم آپس میں محبت و الفت کے اصولوں پر زندگی بسر کریں گے۔

اے میرے پیارے! میں آپ کو اپنی وفاداری کا ہاتھ بیعت کے لئے پیش کرتی ہوں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ترجمہ

مشرقی اور مغربی جرمنی کے اتحاد کے مسائل کے سائے

تقریباً ایک سال پہلے یکم جولائی ۱۹۹۰ء کو مغربی جرمنی اور مشرقی جرمنی کو ایک واحد اقتصادی علاقہ قرار دے کر جرمنی کے اتحاد کی بنیاد رکھی گئی اور صرف ۹ ماہ پہلے ۳ اکتوبر ۱۹۹۰ء کو دونوں ملکوں کی جگہ ایک متحدہ جرمنی معرض وجود میں آ گیا۔ اور جس آسانی اور جس تیزی سے یہ اتحاد ہوا اس سے کچھ عرصہ پہلے کوئی اس کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ دیوار برلن جو عرصہ دراز تک جرمنوں کے لئے ایک ناسور کی حیثیت اختیار کر گئی تھی اس کو ایک ہی رات میں مکمل طور پر گرا دیا گیا۔ وہ سرحدی تاریں جنہوں نے یورپ کو مشرقی اور مغربی حصوں میں اتنے سال تقسیم کئے رکھا تھا۔ اب ان کا نام و نشان بھی نہیں ملتا۔ تمام جرمن قوم اب ایک آزاد قوم ہے۔ وہ سب اب آزادی سے اور اپنی مرضی کے مطابق اپنی زندگیاں گزار سکتے ہیں۔ تقریباً نصف صدی کے بعد مشرقی جرمنی کے لوگ اب اس بات کے لئے آزاد ہیں کہ وہ جو چاہیں پڑھیں۔ لکھیں سنیں اور دیکھیں اور پھر اپنی مرضی کے مطابق اپنے خیالات کا آزادانہ اظہار کریں۔ بغیر کسی قدغن کے آزادانہ جہاں چاہیں آئیں جائیں اور اپنے روزگار۔ رہائش۔ تعلقات کے متعلق اپنی مرضی اور ضرورت کے مطابق فیصلے کریں۔

لیکن اس کے باوجود آج جرمنی میں وہ خوشی کی لہر نہیں پائی جاتی جس کی امید کی جاتی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ملک پر ایک اداسی کا سایہ پڑا ہوا ہے۔ اگرچہ جرمن لوگ ایک دوسرے کو تسلی دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ چند سالوں بعد سب ٹھیک ہو جائے گا۔ لیکن دل میں ہر کوئی جانتا ہے کہ جن امیدوں اور آرزوؤں میں پچھلے سال اتحاد کا استقبال کیا گیا تھا۔ وہ امیدیں اور آرزوئیں مستقبل قریب میں پوری ہوتی نظر نہیں آتیں اور ان کے لئے قوم کو کافی عرصہ مستقل مزاجی سے انتہائی محنت سے کام کرنا ہوگا۔ اور اس کے لئے اخراجات کا اندازہ بھی اس سے بہت زیادہ ہوگا جس کا اندازہ پہلے کیا گیا تھا۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مشرقی اور مغربی جرمنی کے لوگ بجائے قریب آنے کے اب معلوم ہوتا ہے کہ ایک دوسرے سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔

کمیونسٹ سسٹم کے زیر اثر مشرقی جرمنی کے لوگوں کے عادات و اطوار اس قدر بدل چکے ہیں کہ مغربی جرمنی کے لوگ جو ایک سال پہلے ان کو پیار اور محبت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور ان کو بھائیوں اور بہنوں کی طرح سمجھتے تھے۔ اب ایک بوجھ سمجھنے لگے ہیں اور برملا کہتے ہیں کہ یہ لوگ کاہل سست اور کام چور ہیں اور اس کے مقابلے میں مشرقی جرمنی کے لوگ مغربی جرمنی کے لوگوں کو مغرور حاکمانہ ذہنیت رکھنے والے اور دولت کے پجاری سمجھتے ہیں۔ اتحاد کے وقت ہر کوئی یہ کہتا تھا کہ مشرقی اور مغربی جرمنی دونوں ثقافتی طور پر ایک قوم ہیں۔ جرمنی کے دونوں حصے ہی گوئٹے شلر۔ باخ، بیتھوون اور براہمز کو اپنا کلاسیکل ورثہ سمجھتے تھے دونوں حصوں نے نازی ازم اور جنگ کے مصائب اکٹھے جھیلے تھے۔ ۴۰ سال تک دونوں طرف کے دانشوروں نے کبھی اختلافات کا ذکر نہیں کیا بلکہ ہمیشہ اسی بات پر زور دیا تھا کہ ہم سب جرمن ہیں اور اس لئے اتحاد کے بعد ایک دوسرے کو بہتر طور پر سمجھ سکیں گے لیکن اتحاد کے ایک سال بعد اب وہی دانشور کہہ رہے ہیں کہ مغرب میں مغربی قدروں اور مشرق میں سٹالن ازم کے اثرات نے اس قدر تبدیلیاں پیدا کر دی ہیں کہ ان کے اثرات کو دور کرنے کے لئے کافی عرصہ لگے گا۔ یونیورسٹی آف ڈیرٹل میں سوشیالوجی کے پروفیسر والکراوچے کہتے ہیں کہ مشرق میں خیالات اور تحریکوں کو دبایا جاتا تھا۔ اور فیصلے صرف اوپر کے لوگ کرتے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ وہ مغربی طرز کی آزادانہ زندگی کا ساتھ نہیں دے سکتے اور اب بھی وہ اس بات کو زیادہ پسند کرتے ہیں کہ خود ذمہ داری لینے کی بجائے اوپر سے آئے ہوئے فیصلوں پر چپ چاپ عمل کرتے رہیں۔ گنتھر البرشٹ جو کہ جرمن چیمبرز آف کامرس اور انڈسٹری کے چیف اکانومسٹ ہیں کہتے ہیں کہ میرا خیال تھا کہ جس طرح جنگ عظیم دوم کے بعد مغربی جرمنی والا اقتصادی معجزہ رونما ہوا تھا جس میں جنگ سے تباہ شدہ ویسٹ جرمنی تھوڑے ہی عرصہ میں ایک اقتصادی سپر پاور بن گیا تھا یہی معجزہ دوبارہ مشرقی جرمنی میں رونما ہوگا۔ لیکن افسوس کہ ایک سال بعد معلوم ہوتا ہے کہ ایسا ہونے کی امید کم ہے۔ انہوں نے مثال کے طور پر بتایا کہ جب مشرقی جرمنی کو ویسٹ جرمنی کرنسی ملی تو انہوں نے بجائے اس کے کہ کسی بہتر کام میں لگاتے۔ محض سیر و تفریح میں ضائع کر دیا۔ اگرچہ اس کی وجہ سمجھ میں آتی ہے کہ وہ لوگ اتنے لمبے عرصے سے سفر اور تفریح کی آزادی سے محروم چلے آ رہے تھے۔ اور یہ قدرتی امر تھا کہ جب ان کو موقعہ ملا تو انہوں نے وہی کچھ کیا جو کہ ایسے وقت میں کسی انسان سے امید کی جا سکتی ہے لیکن اس فضول خرچی کے نتیجے میں بہت سے مغربی جرمن لوگوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ مشرقی جرمنی کے لوگ فضول خرچ اور ناعاقبت اندیش ہیں۔

اس کے مقابلہ میں مشرقی جرمنی کے لوگ اپنی غلط فہمیوں اور مایوسیوں میں مبتلا ہیں۔ انہیں امید واثق تھی کہ ان کے امیر مغربی جرمنی کے بھائی انہیں اتنی مدد ضرور دیں گے کہ وہ اتحاد کے بعد فوری طور پر مغربی جرمنی کے معیار پر زندگی گزار سکیں۔ لیکن انہیں جلد ہی معلوم ہو گیا کہ مغربی جرمنی کے لوگوں کا ایسا کوئی ارادہ نہیں۔ انہیں سب سے پہلے مغربی جرمنی کے ان لوگوں سے واسطہ پڑا جو ان کی جائیدادیں خرید کر ان کو ان کے گھروں سے نکال رہے تھے یا پھر ان کی فیکٹریاں خرید کر لوگوں کو ان کی نوکریوں سے جواب دے رہے تھے ان سب حالات میں اس سال کے شروع ہی میں لاکھوں لوگ بون کی حکومت کے خلاف سڑکوں اور گلیوں میں مظاہرے کر رہے تھے۔

مشرقی جرمنی کی ان مصیبتوں کی کافی وجوہات ہیں۔ بے روزگاری اس حد تک عام ہو چکی ہے کہ دوسرے مغربی ملک میں اس کا نام شدید کساد بازاری بھی دیا جا سکتا ہے۔ ۹۰ لاکھ کی افرادی قوت میں سے تقریباً ۸½ لاکھ سرکاری طور پر بے روزگار قرار دیئے جا چکے ہیں۔ اور ۲۰ لاکھ کو گورنمنٹ امدادی رقوم دے رہی ہے۔ اور اس سال کے آخر پر جب ملازمتوں کی ضمانت کا معاہدہ ختم ہوتے پر ۴۰ لاکھ مشرقی جرمنی کے لوگوں کو یہ امدادی رقوم بھی ملنی ختم ہو جائیں گی۔ تو بے روزگاری کی یہ سطح ایک عظیم تباہی کے مترادف ہوگی۔ ایک ایسے ملک میں جہاں حکومت سب کو روزگار مہیا کرنے کی ذمہ دار تھی اور بے روزگاری کا کہیں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا اگرچہ وہ نوکری کیسی بھی بے وقعت کیوں نہ ہو۔ وہاں اس قسم کے حالات میں یہ ایسی مصیبت ہے جس کے لئے لوگ ذہنی طور پر ہرگز تیار نہیں تھے۔ اور اس وجہ سے یہ ایک نفسیاتی مسئلہ بن جاتا ہے اور لوگ ذہنی طور پر اس کا مقابلہ کرنے کے لئے آپ آپ کو بے بس پاتے ہیں۔

اس صورت حال کے نتیجہ میں تشدد کا پیدا ہونا ایک قدرتی امر ہے۔ اب اس تشدد کو روکنے کے لئے نہ تو سٹیٹ سیکورٹی سروس باقی رہی ہے نہ ہی کمیونسٹ پارٹی کا پریشر باقی ہے اور نہ ہی اب وہ پرانی والی پولیس ہے۔ ان حالات میں یہ تشدد اب باہر ابل پڑے گا بلکہ ابل پڑا ہے اور اس کی ایک شکل جدید نازی ازم کا احیاء ہے۔ سواستیکا کا نشان برلن کوٹبس اور لیپزگ کی دیواروں پر نظر آنے لگا ہے۔ یہ نشان کسی پرانے نازی نے نہیں لگائے بلکہ ٹین ایجر نوجوان نے لگائے ہیں۔ اگرچہ جدید نازی ازم زیادہ تر مشرقی جرمنی کے علاقوں کی پیداوار ہے لیکن مغربی جرمنی میں بھی اب اس کی بازگشت سنی جانے لگی ہے۔ مشرقی جرمنی میں غیر ملکیوں کے ساتھ دشمنی کے جذبات عام ہیں۔ کمیونسٹ دور حکومت میں بے شمار ویٹ نامی مزدور کام کے لئے بلائے گئے لیکن اب جب فیکٹریوں میں مزدوروں کی چھانٹی شروع کی گئی تو سب سے پہلے ان غیر ملکیوں کو فارغ کیا گیا۔ نوجوان جرمن غنڈوں کے گروہ ان غیر ملکیوں کو مارتے اور تنگ کرتے ہیں اور وہ لوگ جو اس مار دھاڑ میں حصہ نہ بھی لیتے ہوں وہ بھی ان اجنبیوں سے نفرت ضرور کرتے ہیں۔ مشرقی برلن کے ایک ہائی سکول کے ۱۶ سالہ نوجوان جرمن طالب علم جو کہ اچھی طرح سے ملبوس اور خاصا شائستہ تھے سے جب اس سلسلے میں پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ ہم میں سے اکثریت ان غیر ملکی ویٹ نامیوں اور ترکوں کو جو یہاں رہتے ہیں لیکن اس ملک میں پیدا نہیں ہوئے تھے۔ ملک سے باہر نکال دینے کے حق میں ہے۔ یہ تمام غیر ملکی اچھی اچھی نوکریوں پر قابض ہیں۔ جبکہ پڑھے لکھے جرمن نوجوانوں کو برسوں اچھی نوکریوں کے لئے انتظار کرنا پڑتا ہے

حکومتی ضبط و نظم جو کہ کمیونسٹ دور میں ہر جگہ موجود ہوتا تھا۔ اب بالکل ختم ہوتا نظر آ رہا ہے اور جو باقی ہے بھی وہ بالکل بے اثر ہے۔ ایسے لوگ جنہوں نے نئی نئی مرسیڈیز اور واکس ویگن کاریں خریدی ہیں وہ سپیڈ اور ٹریفک کے قانون کی کوئی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پرواہ نہیں کرتے اور پولیس کے پاس چونکہ وہی پرانی گاڑیاں ہیں اس لئے وہ ان کو پکڑنے کے ناقابل ہیں۔ اس قسم کی گاڑیاں جب سپیڈ کے قانون کو توڑتی ہیں تو پولیس نہ تو ان کا پیچھا کر سکتی ہے نہ پیچھا کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ پولیس والوں کو نئے قوانین سے بہت کم واقفیت ہے۔ اس صورت حالات کے متعلق برلن میں ایک لطیفہ عام ہے کہ پولیس کی گاڑی میں دو افسر ہوتے ہیں۔ ایک ویسٹ جرمنی کا جو قانون کو صحیح طور پر سمجھتا اور لاگو کر سکتا ہے اور دوسرا مشرقی جرمنی کا جو شہر کی سڑکوں اور گلیوں کو اچھی طرح جانتا ہے اور اس پر پولیس والوں کی تعداد از حد کم ہے۔ بہت سارے پولیس والے یا تو خود ہی اتحاد سے پہلے خوف اور ڈر کی وجہ سے مشرقی جرمنی کی پولیس کو چھوڑ گئے اور دوسرے بہت سے وہ تھے جن کو اتحاد کے بعد کمیونسٹ پارٹی سے ان کے تعلقات کی وجہ سے نکال دیا گیا۔

اگرچہ ابھی تک بامعنی اعداد و شمار تو اکٹھے نہیں کئے جا سکے لیکن وزارت داخلہ کا بیان ہے کہ اتحاد کے بعد کار کی چوری، بینک سے فراڈ، دکانوں سے چھوٹی موٹی چوریاں، اور ڈرگ سے متعلقہ جرائم حیران کن حد تک بڑھ گئے ہیں۔ اسی طرح تشدد، فراڈ، آبرو ریزی، حملوں اور قتل وغیرہ کا گراف بھی اونچا جا رہا ہے۔

لیکن اتحاد کا ایک پہلو ایسا ہے جس سے مشرقی اور مغربی جرمنی دونوں نے خوشی محسوس کی ہے یعنی سپر پاورز کی فوجوں کا انخلاء اور سرد جنگ سے پیدا ہونے والے تناؤ اور روزمرہ کے بحرانوں کا خاتمہ۔ مگر اس میں بھی بہت سارے مسائل اس خوشی کو کم کرنے میں حائل ہیں۔ سوویٹ یونین کے ....۳۸۰ فوجیوں کا مکمل انخلاء جو کہ ۱۹۹۴ء میں مکمل ہونا ہے اس میں سے فی الحال صرف ....۵۰ فوجی واپس چلے گئے ہیں۔ یہ بھی ایک مہنگا سودا ہے۔ متحدہ جرمنی کی حکومت نے اس انخلاء کے لئے سوویت یونین کو ۱۵ بلین ڈالر دینے کا وعدہ کیا ہے۔ یہ رقم ان فوجیوں کی ٹرانسپورٹیشن ان کے بسانے کے لئے مکانات کی تعمیر اور جو اڈے سوویٹ یونین چھوڑے گا ان کی قیمت کے طور پر ادا کی جائے گی۔ لیکن ان نام نہاد اڈوں کی صفائی ایک ایسا مسئلہ ثابت ہو رہا ہے جس پر روس کو دی گئی رقم سے بھی زیادہ رقم خرچ کرنی پڑے گی۔ ان اڈوں سے تیل، گولہ بارود، ریڈیو ایکٹو فضلہ، کیمیکلز اور اسی طرح کی دوسری آلودگیاں ہٹانا اور صاف کرنا بھی ایک کار دارد ہے۔ اس سے بھی زیادہ گھمبیر مسائل سامنے آ سکتے مثلاً جرمنی کے افسروں کا خیال ہے کہ روسیوں نے ہٹلر کی فوجوں سے حاصل ہونے والے ۵۰ سالہ پرانے نرو گیس کے گولوں کے انبار سنبھال کر رکھے ہوئے ہیں۔ لیکن وہ اتنے پرانے اور بوسیدہ ہیں کہ نہیں کہا جا سکتا کہ اگر ان کو وہاں سے ہٹانے کے لئے ہلایا جلایا تو اس کا کیا نتیجہ نکلے۔ تمام عملہ ان کو ہاتھ لگانے سے بھی گریزاں ہوگا۔ پھر بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ روسی فوجیوں کی موجودگی کے سوا مشرقی اور مغربی جرمنی میں بظاہر اب کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا۔ رنگ برنگی بجلیوں کے بلبوں سے مزین سٹور اور دکانوں نے مشرقی جرمنی کی خستہ حالی کو قدرے ڈھانپ دیا ہے نئی نویلی واکس ویگن گاڑیوں کی تعداد پرانی مشرقی جرمنی کی گاڑیوں سے کہیں بڑھ گئی ہے جو کہ اب صرف نئے لوگوں کو ڈرائیونگ سکھانے کا کام دیتی ہیں۔ لیبزگ شہر میں مزدور۔ روزانہ نصف صدی پرانی دیواروں پر لگی ہوئی کالک اور گند کو صاف کرتے آپ کو نظر آئیں گے اس شہر کے دو کوئلے سے چلنے والے پاور ہاؤس بند کر دیئے گئے ہیں جس سے ہوا زیادہ پاک صاف ہو گئی ہے۔

مشرقی جرمنی کے لوگ اگرچہ اتحاد کے وقت کی خوشی جیسا اظہار اب تو نہیں کر رہے لیکن پھر بھی وہ رجائیت کا اظہار ضرور کر رہے ہیں۔ ان میں ایک ایسا یقین ضرور نظر آتا ہے کہ آخر کار ملک ضرور ترقی کرے گا۔ گو اس کے لئے مدت کتنی ہی درکار ہو۔ چیمبرز آف انڈسٹری اینڈ کامرس کے اکانومسٹ۔ مسٹر البرشٹ کا کہنا ہے کہ اس موسم بہار سے حالات میں خوشکن تبدیلی شروع ہو جائے گی اور پھر دن بدن اور ماہ بہ ماہ حالات بہتر سے بہتر ہوتے چلے جائیں گے۔ ان کے خیال میں ۱۹۹۰ اچھی خبروں کا سال تھا اور پھر ۱۹۹۱ بری خبروں کا سال ثابت ہوا مگر انہیں امید ہے کہ ۱۹۹۲ پھر دوبارہ اپنے ساتھ اچھی خبریں لائے گا۔

سیاستدان بھی اب اچھی طرح سمجھ گئے ہیں کہ یہ سارا کام اتنا آسان نہیں جتنا کہ وہ پہلے سمجھتے تھے۔ اور پہلے اندازوں سے بہت زیادہ وقت اور رقم درکار ہوگی۔ ایک سال پہلے اتحاد کے وقت یہ لوگ کہتے تھے کہ ہم متحد ہونے والے دونوں ملکوں کے فرق کو دو تین سالوں میں ختم کر دیں گے لیکن اس سال کے شروع میں انہوں نے اس مدت کو پانچ چھ سال تک بڑھا دیا اور اب اقتصادی ماہرین کا کہنا ہے کہ یہ سارا معاملہ کم از کم دس سال لے گا۔

احمد ندیم قاسمی

رواں دواں

چند ہی روز پہلے معروف ماہرین نفسیات و امراض دماغی ڈاکٹر رشید چودھری اور ڈاکٹر شعیب شاہد نے یہ لرزہ خیز انکشاف کیا ہے کہ پاکستان میں نفسیاتی مریضوں اور پاگلوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ خدا کرے ان حضرات کی طرف سے مہیا کردہ اعداد و شمار غلط چھپ گئے ہوں اور بعد میں ان کی تصحیح آ جائے مگر بحالاتِ موجودہ ڈاکٹر شعیب شاہد کا ارشاد یہ ہے کہ ان کے اندازے کے مطابق اگر ۱۹۸۰ء میں پاکستان کے اندر ہر دسواں آدمی نفسیاتی مریض تھا تو ۱۹۸۵ء میں ہر چوتھا آدمی ذہنی مرض کا شکار تھا اور اب .... جولائی ۱۹۹۱ء میں ہر شخص نفسیاتی مریض ہے! اس ہولناک صورت حال کا سبب انہوں نے یہ بتایا ہے کہ ماحولیاتی دباؤ، سیاسی حالات، عدم تحفظ، غیر یقینی حالات، انسان کی بنیادی ضروریات کی عدم دستیابی اور مذہب کو خوف و دہشت کے طور پر پیش کرنے کی وجہ سے ہمارے ملک کے باشندے دماغی امراض کا شکار ہو رہے ہیں۔ غریب لوگ اپنی حساسیت کی وجہ سے نفسیاتی امراض کی زد میں ہیں۔ امیر لوگ مزید دولت حاصل کرنے کے چکر میں اپنے سکون اور نیند کو برباد کر لیتے ہیں۔ خواتین کی بڑی تعداد معاشرے کے مخصوص معیاروں تک پہنچنے کی ہوس میں احساس محرومی کی مریض ہو جاتی ہیں اور دیہاتی لوگ اپنی کم علمی کی وجہ سے دقیانوسی خیالات اور مذہبی خوف میں الجھ کر رہ جاتے ہیں۔

کالم کا اختتام یوں کرتے ہیں:۔

ہمارے ماہرین نفسیات و امراض دماغی نے اہلِ پاکستان کے ذہنی امراض کے جو اسباب بیان فرمائے ہیں وہ ہم سب کی فوری توجہ کے مستحق ہیں ورنہ اس دن کو قریب ہی سمجھیئے جب ہم نفسیاتی مریضوں کی قوم بن کر رہ جائیں گے عدم تحفظ اور دولت کا جنون اور قتل و غارت کے مشاغل سے چھٹکارا صرف اس طرح ممکن ہے کہ حکومتی اور دینی ادارے سب سے پہلے اپنی اصلاح فرمالیں ورنہ سر پر سے پانی گزر جانے کا لمحہ کچھ ایسا دور نہیں۔

(روزنامہ جنگ ۲۷ جولائی ۱۹۹۱ء)

زندگی سے پیار کرنا سیکھ لے
یار کی راہوں میں مرنا سیکھ لے

جو ستم ٹوٹیں وفا کی راہ میں
ہنس کے اپنی جاں پہ سہنا سیکھ لے

کب تلک ساحل سہارا دے تجھے
تند موجوں سے لپٹنا سیکھ لے

خود گلے کا ہار ہو جائیں گے گل
تو اگر کانٹوں میں رہنا سیکھ لے

عشق کی منزل سہل ہے تو اگر
خارزاروں سے گزرنا سیکھ لے

آنسوؤں سے دھو کے اپنے داغِ دل
بردرِ محبوب گرنا سیکھ لے

غیر بھی تیرے ہی اپنے ہیں اگر
غیر کے دکھ پر تڑپنا سیکھ لے

"ہو محبت سب سے پر نفرت نہیں"
اِک خدا والے کا کہنا سیکھ لے

سرخرو ہو جائے گا آخر نسیم
ٹھوکریں کھا کر سنبھلنا سیکھ لے

محمد افتخار احمد نسیم

بقیہ: صفحہ ۳ سے آگے

سے اخبار جنگ کی اس رپورٹ سے ہوتی ہے کہ "چھینک آنے سے پھل فروش کی دماغ کی شریان پھٹ گئی۔ اس کے منہ اور ناک سے خون بہنے لگا۔ اسے فوری طور پر ہسپتال لایا گیا۔ لیکن وہ ہسپتال پہنچنے سے قبل ہی جاں بحق ہو گیا۔"

حبوب مفید اٹھرا
HABOOB-I-
MUFEED-I-ATTHRA
۲۰ گرام ۱۵/- روپے
۶۰ گرام ۴۵/- روپے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقفین نو

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام واقفین نو کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور وہ بڑے ہو کر خود اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

فرخ احمد ابن خلیل احمد - آفاق احمد ابن مشتاق احمد صاحب - امۃ الحی وجیہ بنت اعجاز احمد - مرزا مستبشر احمد ابن مرزا نعیم احمد - رحمت باری وجیہہ بنت حامد احمد صاحب - ضیاء الاسلام بنت محمد صادق

ربوہ — بٹ فیروزپور روڈ لاہور — ربوہ — گولبازار - ربوہ — دارالعلوم غربی ربوہ - — دارالعلوم غربی ربوہ

عدنان طاہر ابن لیاقت احمد
ربوہ

ظہیر احمد بابر ابن سردار بشیر احمد
لاہور

علی عبدالرحمن ابن مسعود
کراچی

ندیم احمد ابن نعیم احمد
ربوہ

رانا عزیز الرحمن ابن رانا خلیل الرحمن
ربوہ

منزہ اقبال وڑائچ ابن حافظ محمد اقبال
وڑائچ مربی سلسلہ ربوہ

نعمان اختر ابن اختر محمود
احمد نگر ضلع جھنگ

جاوید الرحمن ابن منیر احمد باجوہ
چک ۳۰، ضلع ساہیوال

نعمان احمد طلال ابن خادم حسین
ربوہ

محمد اسماعیل احمد ابن محمد مالک خضر
ربوہ

طاہر رؤف ابن عبدالرؤف
کراچی

عاطفہ مقصود بنت مقصود احمد
مغربی جرمنی

نوید الرحمن ابن فضل الرحمن
فیصل آباد

محمد آصف طاہر ابن ناصر احمد
ربوہ

انیلہ سجاد بنت سجاد حیدر
ربوہ

منیر احمد خان ابن بیدار بخت خان
راولپنڈی

عارفہ نیر بنت مرزا محمد یوسف نیر
مربی سلسلہ ربوہ

حمزہ مقبول ابن مقبول احمد
ربوہ

عتیق احمد
ابن جمیل احمد ربوہ

ذکی احمد مدثر ابن منیر احمد باجوہ
چک ۳۰، ضلع ساہیوال

حبۃ الجمیل بنت سلطان احمد کھوکھر
شیر پور - سندھ

محمد احمد عادل ابن مشتاق احمد
کوٹڑی - سندھ

انیلہ خلیل بنت چوہدری خلیل احمد
خوشاب شہر

طٰہٰ رشید ابن عبدالرشید بھٹی
جامعہ احمدیہ - ربوہ

امۃ الحی خولہ بنت عبدالرشید
منڈی بہاؤالدین

حسبانہ مقبول بنت
مقبول احمد خالد ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جامعہ احمدیہ میں داخلہ کیلئے انٹرویو ۱۷؍اگست کو ہوگا

جماعت کے ایسے ذہین ۔ ہونہار ۔ دین کی خدمت کا شوق رکھنے والے مخلص نوجوان جو زندگی وقف کر کے جامعہ احمدیہ میں داخلہ کی خواہش رکھتے ہیں وہ درج ذیل امور کی طرف توجہ فرمائیں۔

۱۔ امسال بھی میٹرک کے نتائج کی وجہ سے جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے انٹرویو دو دفعہ لینا تجویز کیا گیا تھا۔ صوبہ پنجاب کے اُمیدواران کا انٹرویو مورخہ یکم جون ۱۹۹۱ء کو لیا گیا ہے ۔ دیگر صوبہ جات (صوبہ سندھ ۔ سرحد ۔ بلوچستان) کے امیدواران کا انٹرویو ۱۷؍اگست ۱۹۹۱ء بروز ہفتہ بوقت سات بجے صبح ہوگا۔

۲۔ صوبہ پنجاب کے جو امیدواران کسی وجہ سے پہلے درخواست نہیں دے سکے یا انٹرویو کے لئے حاضر نہیں ہو سکے وہ بھی درخواست دے کر انٹرویو کے لئے ۱۷؍اگست ۱۹۹۱ء بروز ہفتہ بوقت سات بجے صبح تشریف لائیں۔

۳۔ امیدواران اپنی درخواست مقامی جماعت کے امیر صاحب/صدر صاحب کی وساطت سے وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو جلد ارسال فرمائیں ۔ انٹرویو سے پہلے (یکم اگست تک) درخواست کا دفتر میں پہنچنا ضروری ہے ۔

۴۔ جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے اُصولاً امیدوار کی عمر ۱۷ سال یا اس سے کم اور تعلیم کم از کم میٹرک سیکنڈ ڈویژن (۴۵ فیصد نمبر) ہونا ضروری ہے ۔ ایف اے کیلئے عمر ۱۸ سال اور بی اے کے لئے عمر ۲۰ سال کی حد مقرر ہے ۔

۵۔ انٹرویو کے وقت سکول/کالج کا اصل سرٹیفکیٹ اور اس کی دو عدد فوٹو کاپی اور مقامی جماعت کے صدر کی تعارفی چٹھی ساتھ لانا ہوگی ۔ درخواست دہندگان کو انفرادی طور پر بھی اطلاع کر دی جائے گی ۔

لاہور میں لیزر پر اردو خط نستعلیق اور نسخ میں کمپوزنگ کرنیوالا سب سے پرانا ادارہ

آپ کا اپنا
سلور لنک کمپوزنگ سنٹر
کتب، میگزین، رسالہ جات و دیگر مسودا جات کی اُردو اور انگلش کمپیوٹرائز کمپوزنگ بارعایت اور اعلیٰ کوالٹی میں بیزنس وزیٹنگ کارڈ، لیٹر ہیڈ اور ہر قسم کی پرنٹنگ کے لئے تشریف لائیں۔
کمپیوٹر پروگرامنگ کی کلاسز صبح و شام
پابندیٔ وقت ہمارا نصب العین
رضیہ محل نمبر ۲ رائل پارک لاہور فون نمبر ۸۶۹۸۸۷
Concept Advertisers

مردانہ اولاد سے محروم ٭ بے اولاد ٭ اٹھراء ٭ سوکھا ٭ گرمی ٭ گیس کا علاج کرنیوالے
سنہ ۱۹۱۱ء سے مصروفِ خدمت
مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
چوک گھنٹہ گھر ۔ گوجرانوالہ
پوسٹ بکس نمبر ۱۹۰
فون ۴۸۴۴، ۶۴۹۷، ۲۳۱۰۰
زیرِ نگرانی: حکیم عبدالحمید اعوان ابن حکیم نظام جان
برانچیں :۔ ربوہ : اقصیٰ چوک نزد لیڈ ٹیکس ، ملتان : نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ
لاہور : جوہر ٹاؤن فیز I بالمقابل مسجد چک مزنگ نزد آخری سٹاپ ممتاز مارکیٹ
وفاقی کالونی نیو کیمپس روڈ ، چوک قلعہ کالروالہ ، تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ ، کراچی :
محمود آباد ۳ نزد شبینہ ڈاکخانہ ، اسلام آباد : مکان نمبر ۲۰۲۹ گلی ۱۱ سیکٹر ۱۰/۲-۹
نزد انڈسٹریل ایریا
خواتین کیلئے انتظام کیساتھ

ملکی خبریں

○ غلام مصطفیٰ جتوئی نے گذشتہ روز وزیر اعظم سے ملاقات کی اور قومی معاملات میں ان کے ساتھ اتفاق رائے کا اظہار کیا ۔ انہوں نے دوپہر کا کھانا بھی وزیر اعظم کے ساتھ کھایا۔

○ ایک پاکستانی ریٹائرڈ فوجی جنرل انعام الحق کو امریکہ سے نیوکلیئر مادہ برآمد کرنے کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا ہے ۔

○ امیر جماعت اسلامی نے الزام لگایا ہے کہ کراچی میں گذشتہ تین ماہ کے دوران ان کے جو آٹھ کارکن ہلاک ہوئے ہیں ان کے قتل کے ذمہ دار صدر اسحاق ، نواز شریف چوہدری شجاعت ، جام صادق اور الطاف حسین ہیں ۔ انہوں نے کہا کہ میں ایف آئی آر درج کرواؤں گا تو ان سب کو ملزم نامزد کروں گا۔

○ امریکی سفیر مسٹر اوکلے نے محترمہ بے نظیر بھٹو سمیت اپوزیشن رہنماؤں سے انتہائی اہم بات چیت کی ہے ۔

○ اپوزیشن پی ڈی اے ۱۲ ستمبر کو قومی و صوبائی اسمبلیوں کے اراکین کے استعفوں پر غور کرے گی ۔

○ وزیر خزانہ نے بتایا ہے کہ مسلم کمرشل بنک اور الائیڈ بنک کے بعد اب حبیب بنک اور یونائیٹڈ بنک بھی نجی شعبے کو دے دیئے جائیں گے ۔

بقیہ : صہ ۴ سے آگے

اصلاح کرنی چاہیئے ۔ اور عبرت پکڑنی چاہیئے ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔ جب کوئی شخص مرتا ہے اور عورتیں بین کرتی ہوئی کہتی ہیں اے بھائی تو ایسا بہادر تھا کہ تیرے سامنے شیر بھی نہیں ٹھہر سکتا تھا تو فرشتے اسے گرز مار کر پوچھتے ہیں کیا تو ایسا ہی تھا وہ کہتا ہے نہیں فرشتے پوچھتے ہیں پھر کیوں تیرے متعلق کہا جاتا ہے اسی طرح عورتیں جو جھوٹی تعریفیں کر کے روتی ہیں ان کے متعلق پوچھا جاتا ہے اور مرنے والے کو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ یہ باتیں مجھ میں نہیں پائی جاتی تھیں ۔ تو جھوٹی تعریف سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا ۔ اور نہ جھوٹی مذمت سے کوئی نقصان ہوتا ہے ۔ اسلئے دیکھنا یہ چاہیئے کہ جو کچھ بیان کیا جاتا ہے ۔ اس میں میرے عمل کرنے کے لئے کوئی بات ہے یا نہیں ۔ اگر کوئی اچھی بات ہو تو اس پر عمل کرنا چاہیئے اور اگر کوئی بری بات اپنے اندر نظر آئے تو اُسے چھوڑ دینا چاہیئے یہ غرض ہوتی ہے وعظ کی ۔

غیر ملکی خبریں

○ ترکی میں ہونے والی اسلامی وزرائے خارجہ کی کانفرنس نے پاکستان کا پیش کردہ ایک مسودہ قرارداد منظور کیا ہے جس میں مقبوضہ کشمیر میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی اور کشمیریوں کو حق خود اختیاری سے محروم رکھنے پر بھارت کی مذمت کی گئی ہے اور کشمیر میں تین اراکین پر مشتمل ایک وفد بھجوانے کا فیصلہ کیا گیا ہے جو کشمیر کا دورہ کر کے وہاں کی صورت حال کے بارے میں کانفرنس کو اپنی رپورٹ پیش کرے گا۔

○ یوگوسلاویہ کی وفاقی قیادت نے کروشیا کے خلاف غیر مشروط جنگ بندی کا فیصلہ کیا ہے ۔ وفاقی کابینہ کے ایک ہنگامی اجلاس میں کروشیا اور سربیا کے نمائندوں کی حمایت سے یہ فیصلہ کیا گیا ہے ۔ اب تک اس جنگ میں ۳۰۰ افراد ہلاک ہو چکے ہیں ۔ اور سربیا کے چھاپہ ماروں نے کروشیا کے بڑے علاقے پر قبضہ کر لیا ہے ۔

○ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے کہا ہے کہ عراق کے خلاف پابندیاں نرم کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے ۔ عراق نے پلوٹونیم تیار کیا ہے جو ایٹمی تحفظات کے عالمی ادارے کے قواعد کی کھلی خلاف ورزی ہے ۔ عراق خلیج میں جنگ بندی کے معاہدے کے تحت تمام مہلک ہتھیار تلف کرنے کا پابند ہے ۔

○ کویت سے فلسطینیوں کے انخلاء کا کام تیز ہو گیا ہے ۔ فضائی راستوں کے علاوہ بڑی تعداد میں فلسطینی سڑک کے راستے جا رہے ہیں ۔ فلسطینیوں کا انخلاء اس وجہ سے ہو رہا ہے کہ انہوں نے خلیج کی جنگ میں عراق کی حمایت کی تھی ۔

○ لبنان میں امریکی باشندوں کو اغوا کرنے والوں نے کہا ہے کہ ان کا ایک نمائندہ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل سے ملاقات کرے گا اور ایک اہم پیغام انہیں پہنچائے گا ۔

○ روس کے علاقے یوکرائن میں زبردست سیلاب سے وسیع پیمانے پر تباہی ہوئی ہے تیل کا ایک جہاز ڈوبنے سے سمندر میں تیل بہہ رہا ہے ۔

○ امریکہ اور برطانیہ نے بی سی سی آئی کے اثاثوں پر قبضہ کرنا شروع کر دیا ہے ۔